انسان کے کردار پر تقویٰ کے اثرات

ڈاکٹر محمد عاصم خان»
دسمبر ۲۰۱۷ء/ ربیع الاول/ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ جلد: ۴۳ شمارہ: ۱۲

مذہب کا امتیاز یہ ہے کہ وہ انسان کے دل کو مخاطب کرتا ہے، اس کا سارا کاروبار صرف اسی ایک گوشت کے لو تھڑے سے وابستہ ہے۔ جسے قلب کہا جاتا ہے۔ عقائد ہوں یا عبادات، اخلاق ہوں یا معاملات، انسانی عمل کے ہر گوشئے میں اس کی نظر اسی ایک آئینہ پر رہتی ہے۔ اسی حقیقت کو آنحضرت ﷺ نے ایک مشہور حدیث میں یوں ظاہر فرمایا ہے:

ألا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب ۱

"ہوشیار ہو کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور وہ خراب ہو تو سارا بدن خراب ہوتا ہے، ہوشیار ہو کہ وہ دل ہے۔"

دل ہی کی تحریک انسان کے ہر اچھے اور برے فعل کی بنیاد اور اساس ہے، اس لیے مذہب کی عمارت اسی بنیاد پر کھڑی ہوئی ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو نیک کام بھی کیا جائے اس کا محرک کوئی دنیوی غرض نہ ہو اور نہ ہی اس سے مقصود ریا، نمائش، حبِ منفعت، طلب شہرت یا طلب معاوضہ وغیرہ نہ ہو، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری اور خوشنودی ہو، اسی کا نام اخلاص ہے: رسول کو حکم ہوتا ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۲

"لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔"

اخلاص تمام عبادتوں کی روح ہے۔ نماز اگر اخلاص سے خالی ہو تو جسمانی ورزش ہے، روزہ اگر اخلاص سے خالی ہو تو وہ بھوک پیاس سے عبارت ہے، زکوٰۃ اگر اخلاص کی دولت سے خالی ہو تو دولت کے اشتہار کا ایک ذریعہ قرار پاتا ہے اور اسی طرح حج اگر اپنی روحِ اخلاص سے خالی ہو تو وہ سیر و سفر ہے۔ قرآن و سنت سے یہ واضح ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں ظاہری اعمال وافعال کی قدر اس وقت تک نہیں ہے جب تک اخلاص نہ ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"لَن يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ" [3]

"اللہ کی بارگاہ میں ان (جانوروں) کا گوشت اور نہ ہی ان کا خون پہنچتا ہے بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔"

اخلاص ونیت کی درستگی کے باب میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بہت واضح ہے:

اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلٰى امْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ [4]

"اعمال (کے صحیح وغلط ہونے) کا دارومدار نیتوں (کے صحیح وغلط ہونے) پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (اللہ کے واسطے ترک وطن) دنیا طلبی یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو گی تو اسے اس کے بدلے وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے یہاں رنگ ونسل اور جغرافیائی حدبندیاں قبولیت اور عدم قبولیت میں محرک یا مزاحم نہیں بنتیں۔ وہ دلوں کی کیفیات اور اعمال کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ فرمائیے:

اِنَّ اللہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ[5] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے''

مذکورہ بالا قرآن وسنت کی تعلیمات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت اور عمل کا پہلا رکن یہ ہے کہ وہ خالص خدا کے لیے ہو، یعنی اس میں کسی ظاہری و باطنی بت پرستی اور خواہش نفسانی کو دخل نہ ہو اور خدائے برتر کی ذات کی خوشنودی کے سوا کوئی اور غرض نہ ہو۔

انبیاء علیہم السلام نے اپنی دعوت اور تبلیغ کے سلسلہ میں ہمیشہ یہ اعلان کیا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ہمیں کوئی دنیاوی غرض اور ذاتی معاوضہ مطلوب نہیں:

وَمَاۤ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[6]

''اور میں اس پر کوئی مزدوری تم سے نہیں چاہتا میری مزدوری تو اسی پر ہے جو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔''

حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے بھی یہی فرمایا گیا:

یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللہِ

''اے میری قوم! میں تم سے اس پر دولت کا خواہاں نہیں، میری مزدوری تو خدا ہی پر ہے۔''

خود ہمارے رسول کو یہ واضح کر دینے کا فرمان ہوا، میں تم سے اپنے لیے کوئی مزدوری و اجرت نہیں چاہتا، اگر چاہتا بھی تو تمہارے ہی لیے:

۸۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

"کہہ کہ میں نے تم سے جو اجرت چاہی تو وہ تمہارے ہی لیے، میری اجرت تو اللہ پر ہے، وہ ہر بات پر گواہ ہے۔"

دنیا میں اخلاص ہی کامیابی کی اصل بنیاد ہے۔ کوئی بظاہر نیکی کا کتنا ہی بڑا کام کرے، لیکن اگر اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا منشا اس کام سے کوئی ذاتی غرض یا محض نمائش اور دکھاوا تھا تو اس کام کی قدر و قیمت اور اس کی اہمیت فوراً نگاہوں سے گر جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی عالم میں بھی خدا کی نگاہ میں اس چیز کی کوئی اہمیت و قدر نہیں ہو گی جو اس کی بارگاہِ بے نیاز کے علاوہ کسی اور کے لیے پیش کی گئی ہو۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ نیکی و بھلائی کا ہر کام دنیوی مفاد سے بالا ہو، بے غرض و بے لوث ہو، اجرت اور تحسین و شہرت کی طلب سے بعید ہو۔

اعمال و افعال میں اخلاص و تقویٰ کا رول اہم ہے۔ اس کے بغیر اعمال کھوکھلے اور بے وزن ہو جاتے ہیں۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اللہ کی بارگاہ میں ان اعمال و افعال کی قدر نہیں ہوتی جو حسن نیت پر مبنی نہ ہوں۔ مرضی مولا کے حصول کا جذبہ ہی دراصل حسن نیت کا مظاہرہ ہے۔ اس کے بغیر جو عمل بھی ہو گا وہ بے روح جسم کے مانند ہو گا۔

انجیل متی میں حضرت عیسیٰ کی طرف یہ قول منسوب ہے۔

"خبردار اپنی راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لیے کچھ اجر نہیں ہے۔ پس جب تو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجوا جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے

ہیں تاکہ لوگ ان کی بڑائی کریں۔ میں تم سے سچ کہتاہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو خیرات کرے تو جو تیرا داہنا ہاتھ کرتا ہے اسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے، تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا اور جب تم دعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو کیوں کہ وہ عبادت خانوں میں، بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کو دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتاہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تم دعا کر تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا کر۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا"۔ (انجیل متی، باب: ٦، آیات: ١-٦)

جو لوگ خلوص دل سے خدا کی رضا کی خاطر اچھے کام انجام دیتے ہیں، آخرت کی عدالت میں انہی کی قدر ہوتی ہے اور ایسے لوگوں کو خداوند عزت، شہرت، دولت، صحت اور بے شمار نعمتوں سے دنیا میں نوازتا ہے اور آخرت میں بھی یہی لوگ پورے پورے کامیاب ہوں گے۔ یہ بات قرآن وسنت کی تعلیمات میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور اسی حقیقت کی ترجمانی سابق کتب آسمانی سے ہوتی ہے۔

حوالہ وحواشی

الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، ج: ا، باب من استبرأ لدینہ ا؎

الزمر: ٢؎

٢-٣ ٣؎

الحج : ٣٧

٢: الجامع الصحیح للبخاری، ج: ا، ص ٤؎

۷۳۱:الجامع الصحیح لمسلم،ج:۲،ص ۵

الشعراء: ٦

۱۰۹ ۷ ہود:۲۹

۴۷ : ۸ سبا

۸:انجیل متی،باب:۵،آیت ۹